گھر

ڈاکٹر اقبال برکی

155، مہادا، نور باغ، مالیگاؤں۔423203، ضلع ناسک (مہاراشٹر)

طاہر انجم ایک درزی تھا۔ اس کا زیادہ تر وقت دکان پر ہی گزرتا تھا۔ اُس نے شہر کے مضافات میں ایک قطعۂ اراضی خریدا تھا۔ اب وہ اس پر اپنا نیا مکان بنانا چاہتا تھا۔ اُس نے کئی مہندسوں سے صلاح مشورہ کیا اور بالآخر ایک مہندس کا بنایا ہوا نقشہ اُسے پسند آ گیا۔ اس نے شہری بلدیہ میں تعمیراتی اجازت نامے کے لیے عریضہ داخل کیا۔ بلدیہ نے پہلے وہاں پانی، بجلی اور آنے جانے کا ایک پختہ راستہ مہیا کیا اور اس کے بعد اجازت نامہ بھی دے دیا کہ اب طاہر انجم اپنا مکان تعمیر کرے۔ اس کو اب ایک اچھے اور کفایتی معمار کی تلاش ہوئی۔

جس دن سے اُس نے اپنا نیا مکان بنانے کا فیصلہ کیا تھا اسی دن سے وہ اس کی جدوجہد میں لگ گیا تھا۔ اس لیے وہ دن دن بھر اپنے گھر نہیں آتا تھا، لیکن جب شام کو وہ گھر لوٹتا تو اس کی بیوی نرگس دونوں بچوں کی شکایتوں کا دفتر کھول کر بیٹھ جاتی۔ وہ کہتی، ''میں ان دونوں سے عاجز آ جاتی ہوں۔ دونوں اتنی شرارتیں کرتے ہیں کہ میرا سارا دن انھیں سنبھالنے، الگ کرنے اور سمجھانے میں ہی گزر جاتا ہے۔ راحیل کو کہتی ہوں کہ تو بڑا اور سمجھدار ہے تو تو ذرا سیدھا رہ تو رضی شروع ہو جاتا ہے۔ آپ انھیں سمجھائیے۔''

راحیل اور رضی، طاہر انجم کے دو بیٹے تھے۔ راحیل سات برس کا جب کہ رضی پانچ برس کا تھا، لیکن دونوں ایسے شرارتی تھے کہ کوئی گھڑی ایسی نہیں گزرتی کہ وہ چین سے رہتے۔ ہر پل دھوم دھڑاکے اور نئی نئی شرارتوں میں گزرتا تھا۔ ہاں اسی وقت گھر میں ذرا ٹھنڈا پڑتا تھا جب دونوں گلی کے بائیں نکڑ پر میونسپل اسکول کے گراؤنڈ میں کوئی کھیل کھیلنے چلے جاتے تھے۔ وہ جب تک اسکول گراؤنڈ میں رہتے نرگس گھر کے کام کاج میں لگ جاتی اور جلد از جلد انھیں نمٹانے کی کوشش کرتی۔

درزی طاہر انجم کے نئے مکان کی تعمیر شروع ہو چکی تھی۔ اب وہ اور زیادہ مصروف ہو گیا تھا۔ وہ دن دن بھر گھر نہیں آتا اور جب آتا بھی تو اکثر ایسا ہوتا کہ دونوں بچے سو چکے ہوتے تھے۔ مگر نرگس ان کی دن بھر کی کارستانیاں ضرور سناتی تھی۔ کبھی کبھی صبح جب وہ اپنے تعمیر ہو رہے نئے مکان پر جانے لگتا تو

ان دونوں کوبھی اپنے ساتھ لے جاتا،لیکن وہاں بھی دونوں باز نہیں آتے تھے۔ دوڑنے، بھاگنے، اور شرارتیں کرنے میں کبھی کبھی وہ آپس میں لڑ بھی جاتے تھے۔ وہ کبھی انھیں ڈانٹتا، کبھی سمجھاتا اور کبھی کبھی ایک آدھ چپت بھی لگا دیتا تھا، مگر وہ کب ماننے والے تھے۔

آہستہ آہستہ اس کا مکان تعمیر ہونے لگا اور ہر طرح سے تیار ہونے میں ایک برس کا عرصہ لگ گیا۔ جب اس کا مکان پوری طرح سے آراستہ ہوگیا تو اس نے فیصلہ کیا کہ اب وہ اپنے نئے مکان میں منتقل ہو جائے گا۔ ایسا ہی ہوا۔ ایک دن وہ اپنا سارا سامان ایک لاری میں لادکر نئے مکان میں منتقل ہوگیا۔

راحیل اور رضی کی شرارتیں اور ان کے آپس کے جھگڑے یہاں بھی ویسے ہی جاری رہے۔ ایک دن شام کو وہ جلدی لوٹ آیا۔ اس کی بیوی کھانا بنا رہی تھی۔ دونوں بچے اندر کے کمروں میں تھے۔ کچھ دیر بعد اچانک رضی روتا ہوا آیا اور راحیل کی شکایت کرنے لگا۔ اس نے کہا کہ ''راحیل نے اسے مارا ہے اور کہتا ہے کہ میرے کمرے سے نکل جا اور میرے کمرے میں نہیں کھیلنا، اپنے کمرے میں کھیل۔''

طاہر انجم نے راحیل کو آواز دی۔ راحیل پہلے تو ٹال مٹول کرتا رہا، لیکن پھر بہت دیر بعد اس کے سامنے آیا۔ طاہر انجم نے رضی کو مارنے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا ''رضی گندا بال میرے کمرے میں کھیلتا ہے۔ فرش اور دیواریں گندی کرتا ہے۔ میں اسے اپنے کمرے میں نہیں کھیلنے دوں گا۔'' وہ اب بھی اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

طاہر انجم باری باری دونوں کو دیکھتا رہا۔ کچھ دیر بعد نرمی اور شفقت سے بولا ''دیکھو بچو! میری بات غور سے سنو۔ ہم نے نیا مکان محنت سے تعمیر کرایا ہے۔ اس میں بہت سا روپیہ لگ گیا۔ مکان تو بن گیا، لیکن یہ اب تک ہمارا گھر نہیں بن سکا ہے۔ گھر اس وقت بنے گا جب یہاں آپس میں محبت ہو، ایک دوسرے کا احترام ہو اور ایک دوسرے کے لیے قربانی کا جذبہ ہو۔ اسے ہمیشہ یاد رکھنا کہ روپے پیسے سے مکان بن جاتا ہے، لیکن گھر محبت سے گھر بنتا ہے، سمجھے۔''

یہ بات اُس نے ایسی نرمی اور دلنشیں انداز میں کہی تھی کہ دونوں کے دل میں اترتی چلی گئی۔ اس کے بعد سے خیّاط طاہر انجم اور اس کی بیوی نرگس دونوں خوش تھے کہ ان کا نیا مکان ان کا نیا گھر بن چکا تھا۔

(اس کہانی میں شعوری طور پر کچھ ایسے الفاظ رکھے گئے ہیں جن کی انگریزی تو ہماری زبان پر ہوتی ہے، لیکن اردو کے یہ الفاظ ہمارے لیے اجنبی ہی رہ جاتے ہیں۔ طالبان علم ان الفاظ کے لیے لغت ضرور دیکھیں اور لغت بینی کی عادت ڈالیں۔)

OO